بچوں کی قوت استدلال اور سوچ بچار کی تصحیح کے لئے علم فلسفہ کی ضرورت

حجت الاسلام خسروپناہ نے بچوں کے لئے فلسفے کی اہمیت اور ایران میں اس مسئلے کی طرف عدم توجہی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مغربی فلسفے کے بجائے اسلامی فلسفہ پڑھا کر بچوں کو اسلامی فلسفے کی حقیقت سے آشنا کرانا چاہئے۔

حجت الاسلام خسروپناہ نے تسنیم خبر رساں ادارے کے نمائندے سے گفتگو کے دوران کہا کہ انسانی تربیت کو مطلوبہ سطح تک پہنچانا اسلامی تہذیب اور اسلامی انقلاب کے لئے نہایت بنیادی اور اہمیت کا حامل مسئلہ ہے، انسان ساز تربیت کے لئے بنیادی طور پر ابتداء سے یعنی بچپنے اور پرائمری اسکول سے ہی تعلیم کی جڑیں مضبوط کرنے کی ضرورت ہے تاکہ نہایت مطلوب اور اہم نتائج نکل سکیں۔

اس مسئلے کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ امام خامنہ ای نے 2000ء سے لیکر 2010ء تک متعلقہ حکام سے اس امر کے بارے میں اقدامات کرنے کے احکامات جاری کئے جس کے نتیجے میں خاطر خواہ رقوم بھی خرچ کی گئیں۔

اس دوران، حکام کی عدم توجہی کے باوجود بعض فکری-ثقافتی ادارے اور اساتید کہ جن کے دلوں میں اس کام کی خواہشات تھیں، نے مذکورہ مسئلے کے حل کی چارہ جوئی اور حکمت عملی بنائی، ان چارہ جوئیوں میں سے ایک جو انسان کی تربیت میں نہایت اہم اور مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ فکری طور پر فلسفی-علمی مراکز میں نوعمر بچوں اور نوجوانوں کو فلسفے کی تعلیم دینا ہے۔

بچوں کو فلسفے کی تعلیم کے سلسلے میں زیادہ وضاحت کرنے کے لئے ہم نے نامور استاد اور اسلامی فلسفے کے معزز پروفیسر جناب حجۃ الاسلام والمسلمین خسروپناہ سے ایک انٹرویو لیا ہے جو قارئین کے پیش خدمت ہے۔

مغرب میں بچوں کو درست سوچ بچار اور استدلال کرنا سکھایا جاتا ہے۔

☆ تسنیم: بچوں کے لئے فلسفہ کیا معنی رکھتا ہے اور بچوں کے لئے عام فسلفہ اور اسلامی فلسفے میں کیا فرق ہے؟

خسروپناہ: فلسفے کو ان معنوں میں "ام العلوم" کہہ سکتے ہیں کہ یہ موجودہ دور کے تقریباً تمام علوم کا منبع و ماخذ ہے۔ ریاضی، علم طبیعیات، علم کیمیا، علم منطق، علم نفسیات، معاشرتی علوم سب اسی فلسفے کے عطایا ہیں۔

علم فلسفہ کے توسط سے دوسرے علوم کے موضوعات کو معین کیا جاتا ہے، علم فلسفہ میں ہستی شناسی، معرفت شناسی، علیت شناسی جیسے موضوعات زیر بحث آتے ہیں اور فلسفے کا مقصد یہ دریافت کرنا ہے کہ "وجود" بذات خود اپنی فطرت میں کیا ہے۔

فلسفہ علم و آگہی کا علم ہے، یہ ایک ہمہ گیر علم ہے جو وجود کے اغراض اور مقاصد دریافت کرنے کی سعی کرتا ہے۔

علوم طبیعیات، عملی حکمت، اخلاق، سیاست اور گھر کے انتظامات اور تدابیر جیسے مسائل میں فلسفے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

گزشتہ زمانے میں فلسفے کو "ام العلوم" کہا جاتا تھا اس علم سے مختصر تعداد میں کچھ خاص قسم کے لوگ ہی بہرمند ہوتے تھے جس کی وجہ سے یہ علم عام عوام کے درمیان شہرت کا حامل نہیں تھا یہاں تک کہ ابن سینا نے اپنے بیانات میں کہا کہ فلسفہ ہر کسی کو مت سکھایا جائے، صرف ان لوگوں کو سکھایا جائے جو فلسفہ کو درک کرنے کی لیاقت اور توانائی رکھتے ہیں۔

لیکن حالیہ دہائیوں میں فلسفہ ایک سماجی اور اجتماعی حیثیت حاصل کر چکا ہے جس کی وجہ سے بچوں کو بھی فلسفہ سکھایا جارہا ہے۔

یورپ میں بچوں کو فلسفی تعلیم دینے کا معنی یہ ہے کہ بچوں میں خلاقیت اور عقلانیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے بلکہ یوں کہئے کہ بچوں کو سوچ بچار کی تعلیم دی جاتی ہے کہ کس طرح استدلال کیا جائے، کس طرح عقلی فیصلے کئے جائیں، اپنے احساسات پر کیسے قابو پایا جائے اور سمجھداری سے کام لینے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

یا وہ نوجوان جو اپنے احساسات پر قابو نہیں پاسکتا اس کو فلسفے کی تعلیم کے ذریعے احساسات پر قابو حاصل کرنا سکھایا جاتا ہے۔ فلسفے کے ذریعے اس کے افکار کو عمیق کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے بے جا احساسات پر قابو پاکر صحیح سمت میں قدم اٹھاتے ہوئے اچھے نظریات بیان کرے اور جدید قسم کے علمی نکات کی نشاندہی کرے۔

یورپ میں بچوں کے لئے فلسفے کی تعلیم اس لئے دی جاتی ہے تاکہ بچہ کم عمری سے ہی عقلانی طور پر صحیح تربیت ہوسکے، میرے خیال میں یہ ایک درست اور صحیح بات بھی ہے تاکہ یہ بچہ جب مستقبل میں بھی کسی کام کو تعبداً انجام دینا چاہے تو اس کی یہ تعبد عاقلانہ ہو، اسی طرح بچے کو عبودیت کے بجائے عقلانیت و خلاقیت میں قدم رکھنے کی روش سکھائی جاتی ہے اسلامی تعلیم وتربیت کے تناظر میں یہ روش ایک نہایت مضر اور غلط اقدام ہے۔

لیکن حالیہ برسوں میں ایران میں بعض فلسفی مراکز کی طرف سے بچوں کے لئے یورپی فلسفے کا ترجمہ کیا گیا ہے اس کے مدمقابل کچھ دوسرے فلسفی مراکز کا کہنا ہے کہ یورپ سے سوچ بچار اور استدلال کی تعلیم کے طریقہ کار لینے کے علاوہ بچوں کے لئے ایک اور کام بھی کرسکتے ہیں اور وہ یہ کہ یہی فلسفی مباحث جیسے علم طبیعیات، علم کیمیا، علم نفسیات، معاشرتی علوم اور علم معرفت و۔۔۔ اسلامی تعلیمات اور اسلامی فلسفے کے ذریعے نہایت آسانی کے ساتھ بچوں کی تربیت کی جاسکتی ہے یہاں تک کہ ہم علامہ طباطبائی کے کتب جیسے "بدایۃ الحکمہ" اور "نہایۃ الحکمہ" میں موجود فلسفی تعلیمات اور اس سے بھی اہم ترین "الشواھد الربوبیۃ" اور ملاصدرا کی معروف کتاب "اسفار" جیسی اہم کتابوں میں موجود تعلیمات کو بچوں کی تربیت کے لئے استفادہ کرسکتے ہیں یعنی بچوں کو پرائمری اسکول میں ہی اصالت وجود، تشکیک وجود، علیت اور اجتماع نقیضین کا محال ہونا، وجود ذہنی اور خارجی جیسے مسائل سکھائے جاسکتے ہیں اور بچے بھی نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ اور سیکھ سکتے ہیں۔

ہم اپنے فلسفی مراکز میں اس قسم کے فلسفے کی اجراء کی کوشش میں ہیں ایسے بچے جو عقلانیت اور خلاقیت کی توانائی رکھتے ہیں۔ اس سے بھی ایک اہم کام جو ہم کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ بچوں میں فلسفیانہ خیالات کو اجاگر کرکے ان کی استدلالی اور عقلانی قوت میں اضافہ کرنے کا طریقہ کار بتایا جائے۔

☆ تسنیم :بو علی سینا سے ایک بات مشہور ہے کہ انہوں نے کہا اگر بچوں کی فلسفیانہ تربیت کرنا چاہتے ہو تو اس کو فیلسوف بنانے کی کوشش کرو، پانچ سال کی عمر تک تمہارے پاس وقت ہے یعنی بچے کو کم عمری میں ہی فلسفے کی تعلیم دینا چاہئے۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے ؟

خسروپناہ :انسان کی تعلیم اور تربیت کا آغاز ماں کے پیٹ میں نطفہ کے ٹھہرنے سے پہلے ہی ہوتا ہے اور مرتے دم تک جاری رہتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک خاص عمر کی سطح پر بعض علوم کو نہایت آسانی کے ساتھ سکھایا جاسکتا ہے، مثال کے طور پر بچوں کو دوسری کوئی زبان سکھانا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ بچپن اور نوجوانی میں ہی سکھائی جائے۔

بالخصوص فلسفے میں چونکہ عقلانی محور پایا جاتا ہے اس لئے جس قدر انسانی عقل میں پاور آجاتی ہے اسی حساب سے انسان دماغی طور پر سیکھنے اور سمجھنے کے لئے بہتر طور پر آمادہ ہو سکتا ہے۔

☆ تسنیم : آپ کے خیال میں ایران میں بچوں کے فلسفے کی تعلیم میں کیا رکاوٹیں پائی جاتی ہیں، ایجابی یا سلبی طور پر موجود رکاوٹوں کی دوری کے لئے کیا کرنا چاہئے ؟

خسروپناہ :ہمیں فلسفے کو صرف بچوں کی تربیت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے کہ ہم فلسفے کے کچھ خاص مباحث بچوں کے لئے سکھائیں۔

میرے خیال میں بچوں کے لئے فلسفے کی تعالیم اور اصولوں کو بچوں کے اذہان میں کچھ اس طرح سے انتقال دیا جائے کہ بچہ اس فن سے دوسرے علوم میں بھی فائدہ اٹھا سکے یعنی جس طرح سے ہستی شناسی، معرفت شناسی وغیرہ دوسرے علوم کے لئے مقدمہ ہیں اسی طرح فلسفہ بھی دوسرے علوم کے لئے مقدمے کے طور پر سکھانا چاہئے۔

فلسفی مباحث کو بچوں کے اذہان میں اس طرح منتقل کرنا چاہئے کہ بچہ دوسرے مباحث میں اس کا بہ آسانی استعمال کر سکے یعنی فلسفے کے اصول دوسرے علوم جیسے سائنس، انجینئرنگ اور علوم طبیعات وغیرہ میں تاثیر گذار ہو۔

☆ تسنیم :اس کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے کہ فلسفی مباحث جوانوں اور نوجوانوں پر اس قدر اثر انداز ہونگے کہ یہ مباحث ان کی زندگی اور اعمال کو بہترین جہت دیکر متاثر کرے ؟

خسروپناہ :بنیادی طور پر انسان کا رویہ اور طور طریقے اس کے افکار اور تصورات پر مبنی ہوتے ہیں یعنی انسان ایک فکر اور بصیرت کے ذریعے کسی نقطہ نظر تک پہنچ جاتا ہے اور اس کا کردار عمل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہ ایک آرگینک رابطہ ہے۔ بنابراین، جب بچے کی افکار بن جائے تو خود بخود اس کی نگاہ میں تبدیلی آجاتی ہے اور بچے کے فکر و عمل پر اثرات پڑتے ہیں۔

ترجمہ :غلام مرتضی جعفری